شذرات

امام ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ دعوت ور تزکیہ کے چند اصول بناتے ہیں جن کا مدار خصالِ اربعہ (چار عادات) کو حاصل کرنا ہے۔

پہلی خصلت طہارت ہے: انسان فطری طور پر بعض اشیاء کو اپنے بدن کیلئے گندا سمجھتا ہے اور ان سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کرتا ہے، جیسے پیشاب، پاخانہ وغیرہ، جب یہ چیز انسان کے آگے گندگی ٹھہری تو انسان ایک لحظہ بھی اسے اپنے اوپر برداشت نہیں کرسکتا، پھر جب انسان کی یہ طبیعت بن جائے تو اس کیلئے درجہ کمال تک اسے پہچانا آسان ہوجاتا ہے، چنانچہ اگر انسان کے جی میں کوئی بات یا کوئی فکر یا عادات میں سے کوئی عادت ایسی آجائے جو دل میں ایسا اثر کرے جیسا پیشاب کے قطرے کا اثر ہوتا ہے جب بدن پر گر جائے یا پاخانے کا کچھ حصہ اور اسے ناپاک کردے اور انسان کو انتہا درجے کا اس سے گھن آئے جس پر انسان بلکلیہ اسے ہٹانے کا عزم مصمم کرلیتا ہے جب تک اس سے گھن آتی رہے، یہ صورتحال جب ہوجائے تو انسان کے اندر ایک خصلت پیدا ہوجاتی ہے اور یہ خصلت دین کا چوتھائی حصہ ہے۔

دوسری خصلت اخبات ہے: اس کی حقیقت یہ ہے کہ انسان جب بھی کسی ایک کو اپنے باپ دادوں میں سے یا کسی ایک کو مرشدوں اور معلموں میں سے یا نیک بادشاہوں اور سرداروں میں سے کسی ایک کو بزرگی اور عظمت والا سمجھتا ہے تو اپنے دل میں خود ہی ان کے حضور عجز و نیاز محسوس کرتا ہے اور دل کی گہرائیوں سے اس بات کو چاہتا ہے کہ اگر وہ اسے کوئی حکم دیں تو یہ ان کا حکم سر آنکھوں پر رکھے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ اسے کوئی حکم دیں تاکہ اسے حکم ماننے اور حکم پر عمل پیرا ہونے کا شرف حاصل ہوجائے اور ان کا

قرب حاصل ہونے پر اپنے دل میں عجیب لذت پاتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہے، یہ سب کچھ انسانی فطرت کا تقاضا ہے، ہر انسان اس کو اپنے جی میں محسوس کرتا ہے اگرچہ کسی کو اس کا علم نہ ہو، پس جب کوئی شخص اپنے دل کی رہنمائی یا صالحین میں سے کسی ایک کے اشارے سے مومن بن جاتا ہے تو اپنے دل میں ایسا ہی عجز و نیاز اور تقرب الی اللہ پاتا ہے ایسے حد تک جس میں غیر اس کے ساتھ شریک نہ ہوسکے اور باپ دادوں مرشدوں اور بادشاہوں کی فرمانبرداری کو اس عجز و نیاز سے کم درجہ دیتا ہے۔ چنانچہ اگر اس کا باپ اسے ایسا حکم دے جس کے بارے میں وہ سمجھتا ہے کہ یہ اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے تو اس میں باپ کی اطاعت کرلیتا ہے اور اس کو اپنے رب کی اطاعت خیال کرتا ہے کیونکہ یہ رب تک تقرب کا ذریعہ ہے۔ پھر جب یہ خصلت انسان کے دل میں قرار پکڑ لے اور ملکہ بن جائے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کو اخبات للہ (اللہ کے حضور عجز و نیاز) حاصل ہوچکا ہے اور اس کو دین کا دوسرا چوتھائی حصہ حاصل ہوگیا ہے۔

تیسری خصلت سماحت ہے: انسان طبعی طور پر بہت سی چیزیں پسند کرتا ہے، مثلاً یہ کہ اچھا کھائے، اچھا پہنے، اسی طرح یہ بھی پسند کرتا ہے کہ اس کی رہائش گاہ اچھی ہو اور چاہتا ہے کہ معاشرے میں اسے عزت و احترام حاصل ہو، پھر چاہتا ہے کہ اللہ کے ہاں مقرب ہو، یہ سب انسانی حوائج کی مثالیں ہیں۔ اسی طرح جب ایک انسان کی طبیعت ایسی ہے کہ جب کبھی بہت ہی لذیذ کھانا کھالے تو اسے کھانے کے بعد بھی نہیں بھولتا اور یہ لذت اسے دوسرے کام میں لگنے سے اور دوسری حاجت پوری کرنے سے رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اس کے برعکس ایک دوسرا انسان ہے جب لذیذ کھانا کھاتا ہے تو کھاتے ہوئے لذت محسوس کرلیتا ہے لیکن جب کھانے سے فارغ ہوجاتا ہے تو اس لذت کو بھول جاتا ہے، اس میں غور نہیں کرتا اور نہ ہی یہ کھانا اُسے دوسرے کام میں لگنے سے اور دوسری حاجت پوری کرنے سے مانع بنتا ہے۔ اب یہ دوسرا شخص اپنے اخلاق کی تکمیل کے لائق ہے۔ برخلاف پہلے شخص کے، اس کی ہم ایک مثال دیتے ہیں وہ یہ کہ ایک طاقتو

ر دہے جو انتہائی خوبصورت عورت سے شادی کرلیتا ہے اور انتہا درجے کی اس سے محبت
رنے لگتا ہے اور مباشرت کے وقت ایک عجیب لذت محسوس کرتا ہے جو دیگر مردوں
کے اپنی بیویوں کے ساتھ مباشرت کی لذت سے کہیں زیادہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود
ب وہ مرد مباشرت سے فارغ ہوجاتا ہے اور کسی فکر و سوچ میں لگ جاتا ہے یا کسی مسئلے
کے حل میں لگ جاتا ہے تو اس لذت کو محسوس نہیں کرتا اور نہ ہی اسے وہ لذت یاد آتی
ہے۔ اسی طرح جب وہ اپنی مسجد کی طرف چلا جاتا ہے اور اپنے رب کی عبادت میں لگ
جاتا ہے تو وہ لذت اس تک نہیں پہنچ پاتی اور نہ ہی اسے اپنے رب کی عبادت اور ذکر سے
روکتی ہے۔ پس یہ عادت یعنی یہ کہ جب انسان نفسانی حوائج میں لگے تو بھرپور طریقے
سے لگ جائے، لیکن اس سے فارغ ہوکر اسے چھوڑ دے تو ان تمام حوائج کو بھلا دے، ان
ں سوچ بچار نہ کرے، وہ دیگر کاموں میں اس کے لئے رکاوٹ نہ بنیں اور اس کی طبیعت
س پانی کی طرح ہوجائے جس میں ہم اپنی انگلی داخل کریں تو ہم اس میں وسیع جگہ پاتے
ہں، پھر جب ہم اس سے انگلی اٹھالیں تو پانی اس وقت ایسے ہوجاتا ہے جیسے پہلے تھا،
ویا اس میں کوئی چیز کبھی داخل ہی نہیں ہوئی (اور پہلا شخص موم کی طرح ہے کہ جب
ں میں مہر لگ جائے تو نشان اس پر باقی رہتا ہے) اس عادت کو ہم سماحت (شرافت)
ہتے ہیں اور امام ولی اللہ کے اصول پر یہ دین کا تیسرا چوتھائی حصہ ہے۔

چوتھی خصلت عدالت ہے: عدالت معاشرے میں روز روشن کی طرح ایک واضح چیز
ہے جو شخص سوشل اور سماج کی شُد بُد رکھتا ہے وہ اس سے ناواقف نہیں رہ سکتا، جب
نسان طبعی طور پر اجتماعیت اور سوسائٹی والا ہے تو یقیناً جانتا ہے کہ معاشرہ بغیر عدالت
کے سنبھل نہیں سکتا، لہذا عدالت اور انسانیت آپس میں لازم و ملزوم ہیں، جدا نہیں
ہوسکتیں، کوئی بھی شخص یا کوئی بھی گھر یا کوئی بھی قبیلہ یا کوئی بھی قوم اگر اس میں
دالت کا خاصا حصہ نہ ہو تو وہ انسانیت کے کسی درجے میں نہیں ہے۔ امام ولی اللہ رحمہ
للہ تعالیٰ اس خصلت کو سابقہ تین خصلتوں کا مدار سمجھتے ہیں، چنانچہ اگر کسی انسان کے

پاس طہارت، اخبات اور سماحت ہو لیکن عدالت سے بے بہرہ ہو تو اس کے ان تین خصلتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور وہ رائی کے برابر بھی دیندار نہیں ہے۔ اگرچہ یہ صورت ہے فرض محال کی طرح یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک شخص طاہر بھی ہو، مخبت اور سَمَح بھی ہو مگر عادل نہ ہو بلکہ جس انسان میں وہ تین خصلتیں پائی جائیں گی تو وہ طبعی طور پر عدالت میں کامل ہوگا۔

امام ولی اللہ رحمہ اللہ ان چار خصلتوں کو سب ماموراتِ شرعیہ کا مرجع بناتے ہیں اور ان کے ضدوں کو تمام منہیاتِ شرعیہ کا مرجع بناتے ہیں، اب ایک چیز اور رہتی ہے جس کو شاہ صاحب تعظیم شعائر اللہ کا نام دیتے ہیں۔ پس ان چاروں خصلتوں کو مع تعظیم شعائر اللہ کے اپنانے اور ان کے ضدوں کے چھوڑنے کو شاہ صاحب اس دینِ الٰہی کا خلاصہ بناتے ہیں جس دین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیکر تشریف لائے اور کتاب حجۃ اللہ البالغہ اس مطلوب کیلئے وافی بیان ہے۔